طب اور ائمہؑ

خلاصہ

ائمہ معصومینؑ کا علم طب۔ امام طبیب روح اور بدن دونوں ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے انسانی جسم کے اندرون کے بارے میں بتایا۔ اہلبیتؑ عالمِ علمِ طب ہیں۔ منصور بادشاہ کے دربار میں طبیب ہند سے امام جعفر صادقؑ کا مکالمہ۔ طبیب ہند کے ذریعے امام کے عالم طب ہونے کا اعتراف۔ امام علی رضاؑ نے غذائی اشیا کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا وہ بعد میں تحقیق سے صحیح ثابت ہوا۔ طب کی مشہور کتاب ''رسالہ الذہبیہ'' کا تذکرہ۔ قرآن کریم میں کھانے پینے کے بارے میں تاکید۔ صحت کے سلسلے میں حضرت علیؑ کے بتائے ہوئے اصول۔ امام علی نقیؑ نے کچھ بیماریوں کا علاج بتایا۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے مختلف قسم کے درد کا علاج بتایا۔ امام محمد باقرؑ نے بھی نیچورو پیتھی سے علاج بتایا۔ امام محمد تقیؑ اور امام حسن عسکریؑ نے بھی بہت سے امراض کی دوائیں بتائیں۔ امام حسینؑ نے آنکھوں کے امراض کی دوا بتائی۔ امام زین العابدینؑ کی مدح وثنا اور خدمات۔ دربار یزید میں خطبۂ امامؑ۔ امام سید سجادؑ کی سیرت پر چلنے میں قوم کی کوتاہی اور غفلت۔ ملت کی بے عملی اور کردار کی کمزوریوں کا تذکرہ۔ قوم کی گمراہی پر ملال۔ امام حسینؑ کی قربانیاں۔ ترک وطن کی اذیت۔ سفر کی صعوبت۔ قافلۂ حسینی کا ذکر۔ واقعہ کربلا کا بیان۔ اسیروں کے قافلے کا تذکرہ اور مصائب۔ مقطع میں امراضِ جسمانی کے طبیبوں کا ذکر اور امراض روحانی کے سچے طبیب کی ضرورت کا تذکرہ۔

☆تحریک وتاریخ☆

آج سے تقریباً بیس سال قبل حضرت امام جعفرِ صادقؑ کی تصنیف 'طب الصادق' پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ جس نے اتنا متاثر کیا کہ ذہن میں یہ خیال آیا کہ ہمارے اماموں کو اس حیثیت سے با قاعدہ اور باضابطہ انداز میں یا تو اردو زبان میں پیش نہیں کیا گیا یا یہ حیثیت بہت کم سامنے آئی ہے اور بشکل نظم تو بالکل بھی یہ کام نہیں ہوا۔ لہٰذا کیوں نہ اس موضوع کو مرثیے کی شکل دی جائے تاکہ مرثیے کے دامن کو بھی وسعت ملے اور مرثیے کی افادیت میں بھی اضافہ ہو۔

اس کے بعد 'طب نبویؐ'، 'طب کاظمؑ' اور 'طب رضاؑ' وغیرہ کے مطالعے کا بھی موقع ملا۔ جس نے میرے ارادے کو اور بھی پختہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ایک دن مرثیے کا آغاز ہو گیا۔ اور پھر جلد ہی مرثیہ مکمل ہو گیا۔ یہ بات غالباً ۹۴۔۱۹۹۳ء کی ہے۔ اس مرثیے کے چند بند اسی زمانے میں ہفتہ وار 'نظارہ' لکھنؤ اور چند دیگر اخبارات میں بھی شائع ہوئے۔

طب اور ائمہؑ

مرثیہ

اپنا ہے جو امام وہ حکمت مآب ہے (۱) حکمت مآب اور وہ رفعت مآب ہے
رفعت مآب اور وہ عظمت مآب ہے عظمت مآب اور وہ عصمت مآب ہے
ہادی بھی وہ، کہ ہادیِ کُل کائنات ہے
اور کائنات کے لیے وجہِ نجات ہے

ایسے حکیم ہیں کہ طبیب زمن بھی ہیں (۲) سینے میں ان کے دہر کے سب علم و فن بھی ہیں
واقف شفا سے اور شفاعت چلن بھی ہیں ہیں یہ طبیب روح طبیب بدن بھی ہیں
دنیا کے ہر مرض کی دوا ان کے در پہ ہے
بیمار روح کو بھی شفا ان کے در پہ ہے

انساں کے جسم کی ہیں حقیقت سے آشنا (۳) دنیا کے ہر مرض کی صداقت سے آشنا
بیماریوں کی ہیں یہ علامت سے آشنا انساں کے نفسیات سے، فطرت سے آشنا
حکمت کے جتنے راز ہیں وہ جانتے ہیں یہ
امراضِ روح و جسم کو پہچانتے ہیں یہ

جو در رسولؐ کا ہے اور آل رسولؐ کا (۴) اعلیٰ ہے کیمیا سے، مقام اس کی دھول کا
مل جائے گا علاج دلِ پرملول کا مرکز حقیقتاً ہے وہ طب کے اصول کا
جتنے بھی راز، جسم بشر کے عجیب ہیں
واقف ہیں یہ ہر ایک سے، ایسے طبیب ہیں

www.emarsiya.com

جو راز صدیوں قبل انھوں نے بتادیا (۵) تاریخ ہے گواہ کہ ثابت وہ سچ ہوا
اک نقطے کا بھی فرق کسی کو نہیں ملا تحقیقِ نَو نے ان کی ہی تائید میں کہا
ان کی نظر میں جس طرح باہر کا حال ہے
ویسا بغیر ایکسرے اندر کا حال ہے

یہ تو امام جعفرِ صادقؑ کا ہے بیاں (۶) ہیں دوسو چھے بدن میں ہر انساں کے ہڈیاں
سائنس نے شمار یہ اس دم کیا کہاں صادق کے اس بیاں میں کسی کو نہیں گماں
بے پوسٹ مارٹم کے جو گنتی بتائی ہے
سائنس کی نظر میں وہ صدیوں میں آئی ہے

اللہ کا پیام ہے صحت کے واسطے (۷) ہر ایک انتظام ہے صحت کے واسطے
قائم یہ صبح و شام ہے صحت کے واسطے خوراک کا نظام ہے، صحت کے واسطے
انسان اپنے جسم سے گر تندرست ہے
پھر اس کی فکر اس کی نظر تندرست ہے

قرآن ہے دوا، تو دوا اہلبیتؑ ہیں (۸) قرآن ہے دعا تو دعا اہلبیتؑ ہیں
قرآن ہے ھدیٰ تو ھدیٰ اہلبیتؑ ہیں قرآن ہے شفا، تو شفا اہلبیتؑ ہیں
نسخہ اگر ہے ایک مرض سے نجات کا
ہے دوسرا معالجِ کامل حیات کا

بیشک طبیب روح و بدن اہلبیتؑ ہیں (۹) ہاں دافع بلا و محن اہلبیتؑ ہیں
مہکائیں روح کا جو چمن، اہلبیتؑ ہیں دنیائے طب میں، ماہرِ فن اہلبیتؑ ہیں
بیشک زمین طب کے لیے آبشار ہیں
صحت کے ہر اصول کے یہ راز دار ہیں

www.emarsiya.com

مشہور ہے یہ جعفرِ صادقؑ کا واقعہ (۱۰) جب اک طبیب ہند یہاں سے وہاں گیا
وہ جس کو نازِ علم طبابت پہ تھا بڑا اک روز اتفاق سے دربار میں ملا
پڑھ کر سنا رہا تھا وہاں، وہ کتاب طب
لے کر گیا تھا ہند سے اک انتخابِ طب

منصور بادشاہ کا دربار تھا سجا (۱۱) جب وید اس کتاب کو اپنی سنا چکا
دربار میں امام بھی بیٹھے تھے ایک جا دیکھا طبیب نے تو وہ یہ پوچھنے لگا
کچھ آپ نے سنا ہے، تو پائیں گے فائدہ
اس میرے علمِ طِب سے اٹھائیں گے فائدہ

بولے امام اس سے زیادہ ہے میرا علم (۱۲) اس تیرے علم سے کہیں اچھا ہے، میرا علم
آ میں تجھا بتادوں کہ کیسا ہے، میرا علم خلّاقِ کائنات نے بخشا ہے، مرا علم
سردی کے ہم علاج کو گرمی سے کرتے ہیں
گرمی کے ہم علاج کو سردی سے کرتے ہیں

ہے ہر مرض کا پیٹ سے انساں کے واسطہ (۱۳) مرکز یہی بشر کے ہے ہر ایک روگ کا
پرہیز سے مریض کو ہوتا ہے فائدہ فرما گئے ہیں صاف یہ سردار انبیاؐ
عادی ہو جس کا جسم، وہ یکسر نہ چھوڑنا
پرہیز بعد میں بھی ہے بہتر، نہ چھوڑنا

بولے امام تجھ کو ہے دعوائے طب اگر (۱۴) خود کو سمجھ رہا ہے تو اس فن میں معتبر
اپنی نظر میں، تو ہے اگر صاحب نظر دنیائے طب میں سب سے بڑا گر ہے دیدہ ور
میں کرتا ہوں سوال تو ان کا جواب دے
بیماروں کا اگر ہے مسیحا جواب دے

www.emarsiya.com

بتلا بشر کے سر میں ہیں کیوں جوڑ اس قدر؟ (۱۵) بتلا کہ بال کیوں نہیں لگتے جبین پر؟
ماتھے پہ کس لیے یہ لکیریں ہیں جلوہ گر؟　　آگے کے دانت، ہوتے ہیں کیوں اتنے تیز تر؟
ابرو یہ دونوں آنکھوں پہ ہوتے ہیں کس لیے؟
سوراخ دونوں ناک کے نیچے ہیں کس لئے؟

بتلا کہ ہونٹ، ہوتے ہیں کیوں منہ کے سامنے؟ (۱۶) ناخون اور بال ہیں بے جان کس لیے؟
بتلا کہ داڑھی کس لئے ہوتی ہے مرد کے؟　　دو حصوں میں بنائے گئے کیوں یہ پھیپھڑے؟
بتلا کہ ناک آنکھوں کے کیوں درمیان ہے؟
تلوؤں میں کیوں نہ بالوں کا نام و نشان ہے؟

کیوں گول آدمی کے جگر کو رکھا گیا؟ (۱۷) بادام کی ہے شکل میں کیوں آنکھ یہ بتا؟
دل کس لیے بنا ہے صنوبر کی شکل کا؟　　آگے پیالہ گھٹنے کا کس واسطے رکھا؟
میرے کسی سوال کا کوئی جواب دے
اے ماہر طبابت ہندی جواب دے

بولا طبیب ہند، میں کچھ جانتا نہیں (۱۸) واللہ آپ کون ہیں، پہچانتا نہیں
میں ہند میں کسی کو بھی گردانتا نہیں　　خود سے بڑا طبیب کوئی مانتا نہیں
لیکن ہر اک سوال پہ میں لا جواب ہوں
فرمایئے کچھ آپ کہ میں فیض یاب ہوں

پھر اس کو سب جواب بتائے امام نے (۱۹) بولے کہ سر پہ بال اگائے ہیں اس لیے
تاکہ غذا دماغ کی، روغن پہنچ سکے　　اور راستہ تمام بخارات کو ملے
ماتھے پہ بال اگنے سے رک جائے روشنی
آنکھوں تک آدمی کے نہ پھر آئے روشنی

ماتھے پہ آدمی کے لکیریں ہیں اس لیے (۲۰) تا کہ پسینہ آنکھ کے اندر نہ جا سکے
انسان ان لکیروں سے لہروں کا کام لے آبرو بنے ہیں دونوں حفاظت کے واسطے
تا کہ نہ آنچ کوئی بھی آنکھوں پہ آسکے
ابرو ہر اک گزند سے ان کو بچا سکے

آگے کے دانت اس لیے ہوتے ہیں تیز تر (۲۱) تا کہ غذا کو کاٹ سکے ان سے ہر بشر
گھٹنے کا پیالہ سمت مخالف میں ہوا گر پھر تو اسی طرف کو چلیں گے، یہ ہو جدھر
ایسے میں سامنے کو تھا دشوار دیکھنا
انسان کے لیے تھا اک آزار دیکھنا

سوراخ دونوں ناک کے نیچے ہیں اس لیے (۲۲) جس سے کہ میل مغز کا خود نیچے آسکے
انسان منھ کی سمت غذا لے کے جب چلے سونگھے غذا کو اور یہ محسوس بھی کرے
جو کچھ بھی کھا رہا ہے وہ بیشک لطیف ہے
یا وہ غذا کسی بھی سبب سے کثیف ہے

داڑھی ہے صرف مرد کے چہرے پہ اس لیے (۲۳) تا کہ تمیز مرد اور عورت میں ہو سکے
ناخون اور بال بھی بے جان یوں بنے انسان کاٹنے میں نہ ایذا کوئی سہے
احساس لمس چھن گیا ہوتا حیات میں
بال اس لیے اُگائے نہ انساں کے ہات میں

القصہ ہر سوال کا جب مل گیا جواب (۲۴) پھر تو طبیب ہند کو آنے لگا حجاب
رکھا اسے سنبھال کے لایا تھا جو کتاب جب اس مناظرے میں نہ ہو پایا کامیاب
ہر اک جواب سن کر وہ حیران ہو گیا
مولا کے سامنے وہ پشیمان ہو گیا

www.emarsiya.com

بتلا گئے ہیں صاف امام کی رضا (۲۵) ان کو ہم جو کھائیں تو کیا کیا ہے فائدہ
یہ صرف اک غذا ہی نہیں بلکہ ہے دوا		ستّر ہیں وہ مرض کہ جنہیں اس سے ہے شفا
صدیوں کے بعد دعوۂ سائنس آج ہے
چالیس وہ مرض ہیں کہ جن کا علاج ہے

اب سوچئے کہ پیچھے ہے سائنس کس قدر (۲۶) اس سے کہ جو بتا کے گئے دیں کے راہبر
ہو ارتقائے عقل بشر کا یونہی سفر		تحقیق نو کہے گی، ہے ہر قول معتبر
ثابت غلط کرے گا نہ قول امام کو
کوئی پہنچ سکے گا نہ ان کے مقام کو

یہ بات بھی امام رضاؑ ہی بتا گئے (۲۷) انساں سفر کے واسطے جب بھی کہیں چلے
اپنے وطن کا پانی بھی وہ ساتھ میں رکھے		جا کر نئے مقام پہ وہ اس کو ہی پئے
پانی اگر ملاتا رہے اس مقام کا
خطرہ رہے نہ معدے کے ناقص نظام کا

اب ستّرہ سو نوّے میں تحقیق یہ ہوا (۲۸) جرمن کے اک محقق سائنس نے کہا
یہ بات سچ ہے، کہتی ہے تحقیق و تجربہ		جس کا فریڈرک سیمول ہائی نام تھا
ثابت ہوئی ہے سچ وہ امام رضاؑ کی بات
بتلا گئے تھے کب وہ جہاں کو شفا کی بات

مامون اپنے وقت کا جو بادشاہ تھا (۲۹) اس وقت تھے امام رضاؑ دیں کے رہنما
وہ علم طب سے آپ کے مرعوب جب ہوا		صحت کے ہر اصول کو وہ پوچھنے لگا
معلوم ان سے راز ہر اک طبّیہ کیا
تصنیف تب، رسالہ الذہبیہ کیا

مولا کے اس رسالے میں صحت کے ہیں اصول (۳۰) پڑھ لے کوئی مریض تو پھر وہ نہ ہو ملول
دنیائے طب میں جس نے کھلائے ہزار پھول سائنس نے بھی بعد میں جن کو کیا قبول
ہر چیز کے ہی درج کمالات جس میں ہیں
صحت کے واسطے بھی ہدایات جس میں ہیں

اس میں تمام کھانے کے آداب بھی ملے (۳۱) تاکید اس میں کی گئی پانی کے واسطے
دانتوں کی بھی صفائی کی ترغیب اس میں ہے ورزش کے اور غسل کے ہیں جس میں فائدے
جاری جو اپنے علم کا فیضان کردیا
دنیائے طب پہ آپ نے احسان کردیا

آواز دے رہا ہے یہ قرآن بھی سنو (۳۲) کھاؤ پیو ضرور پر اسراف مت کرو
اک حد اعتدال میں خوراک کو رکھو تا کہ مرض ہیں جتنے بھی ان سے بچے رہو
قرآں کے درس پر جو کوئی آدمی چلے
صحت کے راستے پہ، یہ پھر زندگی چلے

بیشک اک علم طب بھی ہے، قرآن دوستو! (۳۳) نوع بشر پہ جس کا ہے احسان دوستو!
صحت کا کررہا ہے جو اعلان دوستو! اس سے شفا کا ملتا ہے سامان دوستو!
جو اس کا علم رکھتے ہیں کامل طبیب ہیں
ایسے طبیب ہیں، کہ عجیب و غریب ہیں

قرآن جن کے گھر ہوا نازل وہ ہیں حکیم (۳۴) خالق نے ان کو کی ہے عطا عقل بھی سلیم
لاریب ہیں وہ عالم و عاقل، ذکی، فہیم امراض کے خبیر، غذا کے ہیں وہ علیم
بیماریاں اشارے سے پہچانتے ہیں وہ
ہر درد لادوا کی، دوا جانتے ہیں وہ

www.emarsiya.com

مولائے کائنات کا ہے قول معتبر (۳۵) جب تک نہ خوب بھوک ہو کھائے نہیں بشر
مرغوب وہ غذا ہو کہ چاہے لذیذ تر رہ جائے تھوڑی بھوک تو، خواہش کو ترک کر
جتنا چبا کے کھائے گا پائے گا فائدہ
اس طرح پھر غذا سے اٹھائے گا فائدہ

حاذق تھے اک طبیب امام علی تقیؑ (۳۶) لقوے کا ہو مریض کہ فالج کا ہو کوئی
پتھری بھی ہو کسی کے مثانے میں گر پھنسی کاٹا ہوا ہو سانپ کا گر کوئی آدمی
ہر بات کی دوا کو، بتایا امامؑ نے
کس طرح کھائیں یہ بھی سکھایا امام نے

ماہر طبیب، موسیٰ کاظمؑ تھے با خدا (۳۷) ہر درد کی بتا کے گئے سب کو جو دوا
دردِ ریاح ہو کہ وہ ہو درد جوڑ کا کھائے اگر مریض تو اس کو ملے شفا
اس کو ہدف کے واسطے اک تیر جانئے
دردِ قولنج کے لیے اکسیر جانئے

یہ بھی تو اک محمد باقرؑ کا قول ہے (۳۸) بلغم کا ہر مریض اسے غور سے سنئے
کثرت سے اپنے سر میں وہ کنگھا کیا کرے بلغم نہ اس کے جسم میں پھر فالتو رہے
بلغم ہو کس قدر بھی نہ گھبرائے آدمی
یہ وہ عمل ہے جس سے شفا پائے آدمی

آنکھوں کے ہر مرض کی بتا کر گئے دوا (۳۹) یعنی حسین ابن علیؑ شاہ کربلا
کوئی اگر مریض ہو آشوب چشم کا نسخہ ہے ان کا ایسا کہ جس سے ملے شفا
حکم امام کی ہم اگر پیروی کریں
تب تندرست رہ کے بسر زندگی کریں

امراض ایسے کتنے ہیں جن کے علاج کی (۴۰) بتلا گئے دوائیں ہمیں کاظمؑ وتقیؑ
تھے اک طبیبِ حاذقِ دوراں، خود عسکریؑ کامل تھے علم طب میں امام علی تقیؑ

القصہ ہر امام ہی کامل طبیب ہے
جو فائدہ اٹھائے نہ، وہ بدنصیب ہے

بیمار کربلا بھی تو حکمت کا نام ہے (۴۱) اسلام کے ذریعہ صحت کا نام ہے
اک ضعف میں بھی، جرأت وہمت کا نام ہے ہر ایک درد وکرب میں راحت کا نام ہے

سردار تھے جہاں میں وہی ساجدین کے
بیمار ہو کے بھی وہ مسیحا تھے دین کے

کرب و بلا میں تھے تو وہ بیمار وناتواں (۴۲) لیکن وہ تھے اسیروں کے سالار کارواں
ابن الحسینؑ ، دین محمدؐ کے پاسباں دربار میں اڑا گئے باطل کی دھجیاں

پیغام کربلا کو وہی عام کر گئے
ہر عزم کو یزید کے ناکام کرگئے

سجادؑ ظلم و جور دبانے کا نام ہے (۴۳) سجادؑ، قصر شام ہلانے کا نام ہے
سجادؑ، تاج ظلم جھکانے کا نام ہے سجادؑ، حریت کو جگانے کا نام ہے

بیعت کا ذکر، آپ کے آگے نہ کرسکا
باطل بھی قید، ان کے ارادے نہ کرسکا

سجادؑ، کاروانِ عطش کا امیر ہے (۴۴) اور تخت وتاج جس کی نظر میں حقیر ہے
دربار شام میں وہ علیؑ کا ضمیر ہے سجادؑ لاکھ ظلم وستم میں اسیر ہے

کھولی زباں تو تختہ شاہی الٹ دیا
درباریوں کے ذہن کو جس نے پلٹ دیا

www.emarsiya.com

ان سے کوئی سوال، حکومت نہ کرسکی (۴۵) لب کھولنے کی سامنے ہمت نہ کرسکی
خاموش ان کو ظلم کی طاقت نہ کرسکی بیعت بھی پاس آنے کی، جرأت نہ کرسکی
تھا یہ جہاد، عابدؑ شب زندہ دار کا
خطبے سے اپنے کام لیا، ذوالفقار کا

تاریخ کو ہے یاد وہ دربار کا سماں (۴۶) دستارِ ظلم سر پہ سجائے وہ حکمراں
اور ان کے بیچ، عابد بیمار وناتواں لیکن علیؑ کے لال کی، جب کھل گئی زباں
کل محفل یزید ہی خاموش ہوگئی
بیعت بھی قصرشام میں روپوش ہوگئی

سجادؑ روح ودل کی طہارت کا نام ہے (۴۷) سجادؑ، آیتوں کی تلاوت کا نام ہے
سجادؑ فکر وفہم وفراست کا نام ہے سجادؑ، ایسی طاقت وہمت کا نام ہے
بیعت بھی جس کے سامنے آنے سے ڈر گئی
قصرِستم سے پھوڑ کے سر اپنا، مر گئی

جب ساربان عترتِ اطہار ہوگیا (۴۸) ذہن یزیدیت کے لیے بار ہوگیا
جب بیڑیاں پہننے کو تیار ہوگیا عزم یزید خود ہی گرفتار ہوگیا
ٹھوکر سے قصر ظلم کو مسمار کردیا
ہر لفظ جس نے خطبے کا تلوار کردیا

سجادؑ نے غرور کے سر کو جھکا دیا (۴۹) بس ایک پل میں قلعہ باطل ہلادیا
بیعت کا ذکر تابہ قیامت مٹادیا ایسا چراغ فتح حسینی جلا دیا
طوفانِ ظلم و جور نہ جس کو بجھا سکے
آندھی کی کیا مجال کہ وہ پاس آسکے

کانٹوں پہ چل کے کر گئے پھولوں کی رہبری (۵۰) لاغر تھے پھر بھی دیں پہ نہ آنے دی لاغری
بخشی ہے اہل شام کے ذہنوں کو روشنی بیعت نے ان کو دیکھ کے کر لی ہے خودکشی
یہ کربلا سے چل کے جدھر سے گذر گئے
باطل پرست جتنے تھے چہرے اتر گئے

لیکن ہمارے واسطے ہے غور کا مقام (۵۱) کہنے کو تو ہیں سید سجادؑ کے غلام
سجدوں کو جن پہ ناز وہ سجادؑ ہیں امام لیکن ہمارے ان سے بہت مختلف ہیں کام
ان کے تو سر پہ سجدۂ خالق کا تاج ہے
لیکن ہمارا سر درِ دولت پہ آج ہے

سجدہ ہمارا آج، سیاست کے در پہ ہے (۵۲) سجدہ ہمارا بغض وکدورت کے در پہ ہے
سجدہ ہمارا، مال کے، دولت کے در پہ ہے سجدہ ہمارا آج، عداوت کے در پہ ہے
جب ہم قریب، دین کی بنیاد کے نہیں
پھر جان و دل سے سید سجادؑ کے نہیں

نفرت کے در کے پاس محبت کے در سے دور (۵۳) ذلت کے در کے پاس ہیں عزت کے در سے دور
ہیں گمرہی کے در پہ، ہدایت کے در سے دور غیبت کے در کے پاس ہیں مدحت کے در سے دور
اب کتنی دور راہِ عمل سے کھڑے ہیں ہم
اس پر بھی یہ گماں ہے، کہ سب سے بڑے ہیں ہم

اجداد کا جو تھا وہ ہمارا کہاں وقار (۵۴) وہ باعمل تھے راہِ عمل سے ہیں ہم فرار
وہ تھے زمین دار، تو ہم ہیں زبان دار اب ہے ہمارے پاس نہ منصب، نہ اقتدار
پھر بھی انا کے ذہن سے بادل نہیں گئے
رسی تو جل گئی ہے، مگر بل نہیں گئے

www.emarsiya.com

بھائی کی ٹانگ کھینچنے کے فن میں ہم ہیں طاق (۵۵) جھوٹی انا میں قید ہیں چہرے پہ طمطراق
بے عزتی بھی ہم کو گذرتی نہیں ہے شاق ایثار و انکسار کو ہم دے چکے طلاق
ہم حرص کے مَرَض میں جو بیمار ہوگئے
بس اپنے زعم میں ہی گرفتار ہوگئے

بے حس کچھ اس قدر ہیں کہ مردہ بھی کچھ نہیں (۵۶) وہ لن ترانیاں ہیں کہ موسیٰ بھی کچھ نہیں
ہم اتنے بے وفا ہیں، کہ طوطا بھی کچھ نہیں اس درجہ ہم سیانے، کہ کوّا بھی کچھ نہیں
ظلم وستم کو دیکھ کے، جلاد مان لے
وہ مکر ہے کہ لومڑی استاد مان لے

کیوں دوسرا ہے خوش، ہمیں اس بات کا ہے غم (۵۷) کیوں وہ بلندیوں پہ ہے، ہم کو ہے یہ الم
'میں، میں جکڑ چکے ہیں کچھ اس درجہ آج ہم لیکن ہے گر غرض، تو کماں سے زیادہ خم
مسند نشین و صاحب دستار دوغلے
ہر ہر قدم پہ ملتے ہیں کردار دوغلے

دھوکے کو دے دیا ہے سیاست کا ہم نے نام (۵۸) یہ دھوکا، اب بنام سیاست ہے گام گام
سچائی تو یہ ہے کہ، ہے صیاد کا یہ دام پھنستے ہیں اس میں خوب وہ بھولے ہیں جو عوام
میٹھی زبان اور محبت کی آڑ میں
کرتے ہیں یہ شکار شرافت کی آڑ میں

کوشش ہماری یہ ہے کہ ہر ایک خوش رہے (۵۹) یہ اپنی شخصیت نہ کسی سے بری بنے
ایسے عمل سے حق کا ہی چاہے گلا کٹے یہ وہ منافقت ہے کہ شیطان بھی ڈرے
خوش ہو رہے ہیں اس پہ، کہ ہم کامیاب ہیں
اور اپنی ہی نظر میں فضائل مآب ہیں

راہِ عمل میں ہم نظر آتے ہیں مضمحل (۶۰) کارِ خجل پہ بھی کبھی ہوتے نہیں خجل
مکروریا ہی جیسے ہمارے ہوں آب وگل تن ہے اگر سفید تو کالا ہمارا دل
چالیں نئی سے بھی نئی چلنے میں طاق ہیں
گرگٹ سے بڑھ کے رنگ بدلنے میں طاق ہیں

دل پر ہمارے بے عملی کررہی ہے راج (۶۱) اسلاف کا بھرم ہی رکھا ہم نے اور نہ لاج
پہنے ہوئے ہیں کینہ ونفرت کا سر پہ تاج ہم نے حسینؑ کو نہ عمل سے دیا، خراج
ہیں دلدل حیات میں چاہے دھنسے ہوئے
خوش فہمیوں کے جال میں پھر بھی پھنسے ہوئے

وہ تھے حسینؑ جس نے صداقت کے نام پر (۶۲) اک دن میں اپنا کردیا قربان سارا گھر
سیراب دین کردیا، پر لب کئے نہ تر راہِ خدا میں اپنا بھی کٹوادیا ہے سر
جو کچھ تھا ان کے پاس وہ قربان کرگئے
انسانیت پہ ایسا وہ احسان کرگئے

حق کے لیے وہ چھوڑ کے نکلے ہیں اپنا گھر (۶۳) گرمی کی سخت دھوپ میں صحرا کا ہے سفر
موسم شدید اور وہ تمازت کہ الحذر سبزہ بھی دور دور تک آتا نہ تھا نظر
دریا، نہ کوئی جھیل، نہ کوئی درخت ہے
سنسان راستوں پہ سفر کتنا سخت ہے

سایہ کہیں ہے اور نہ جائے پناہ ہے (۶۴) جنگل میں آج فاطمہ زہراؑ کا ماہ ہے
یہ کربلا کی راہ، قیامت کی راہ ہے جس پر یہ اہل حق کی انوکھی سپاہ ہے
اس قافلے میں جو بھی ہیں عالی مقام ہیں
اور سب کے سرپرست امامِ انام ہیں

بچے ہیں شہ کے ساتھ تو کچھ نوجواں بھی ہیں (۶۵) اصغر سے شیر خوار بھی ہیں بے زباں بھی ہیں
کم سن ہیں کچھ تو ساتھ میں اک ناتواں بھی ہیں پر سب کے سب ہی نازشِ کون و مکاں بھی ہیں
قربان دیں پہ ہونے کو ابن حسنؑ بھی ہیں
عباسؑ اور اکبر گل پیرہن بھی ہیں

کمھلا رہے ہیں دھوپ میں سب گل وہ بے مثل (۶۶) ابن حسنؑ وہ قاسم خوش خو، وہ خوش جمال
زینبؑ کی آس، عون و محمد سے نونہال سایہ ہر ایک سر پہ کیے، فاطمہ کا لال
ہر ایک دل میں عشق خدا کا سرور ہے
ماتھے پہ ہر شہید کے ایماں کا نور ہے

کرب و بلا پہنچ کے یہ گھر کو لٹائیں گے (۶۷) اور سب کے سب یہ خون میں اپنے نہائیں گے
عباسؑ نامدار بھی بازو کٹائیں گے برچھی کا پھل کلیجے پہ اکبر بھی کھائیں گے
پامال ہوگی قاسم گلگوں قبا کی لاش
آئے گی در پہ خیمے کے ہر مہ لقا کی لاش

قربان ہوں گے دین پہ سب شہ کے جاں نثار (۶۸) گردن پہ تیر کھائے گا اصغر سا شیر خوار
کٹتے ہیں رن میں بازوئے عباسؑ نامدار ہوجائے گا جدا سرِ شاہِ فلک وقار
جنگل میں گھر لٹے گا شہ مشرقین کا
قرآن، سر پڑھے گا سناں پر حسینؑ کا

پھر کربلا سے عترت اطہار جائے گی (۶۹) طوق و رسن میں ہو کے گرفتار جائے گی
پھر اس کے بعد ظلم کے دربار جائے گی لے کر ہر اک کو زینب لاچار جائے گی
گزرے گا ظلمتوں سے اسیروں کا قافلہ
روشن ضمیر، حق کے سفیروں کا قافلہ

www.emarsiya.com

ہر ہر طرح کے جھیلیں گے سب رنج اور محن (۷۰) در در پھرائے جائیں گے افسوس بے وطن
زینب کے بازوؤں میں بندھی ہوگی اک رسن بھائی کی یاد آئے گی جب روئے گی بہن
اکبر کو روئے گی کبھی اصغر کو روئے گی
زینب تڑپ تڑپ کے بہتر کو روئے گی

جائیں گے پھر تو عابد بیمار قید میں (۷۱) اسلام کے وہ مونس و غمخوار قید میں
امن و سلامتی کے طرفدار قید میں انسانیت کے قافلہ سالار قید میں
بابا کو کرکے یاد جو راتوں کو روئے گی
زینب ہی سوئیں گی نہ سکینہ ہی سوئے گی

جسم بشر کے آج ہیں ہر ہر قدم طبیب (۷۲) رکھتے ہیں کچھ تو خاص ہی جاہ و حشم طبیب
ہر ایک کی نظر میں ہیں کچھ محترم طبیب کامل ہیں جو عظیم وہ ہیں آج کم طبیب
جو کرسکے علاج صغیر و کبیر کا
درکار وہ طبیب ہے روح و ضمیر کا